



سوال

(17) عامی اور غیر عامی پر جو درجہ اجتناد کو نہیں پہنچا ہے الخ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غیر مقلد کی نماز مقلد کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں اور مقلد کی نماز غیر مقلد کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں؟

(2) تقلید امام اعظم کی کرنا شرک ہے یا نہیں؟

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ عامی اور غیر عامی پر جو درجہ اجتناد کو نہیں پہنچا ہے، ایک مذہب کی تقلید کرنا واجب ہے یا نہیں اور جس پر تقلید واجب ہے اگر وہ ایک مذہب معین کی تقلید نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں اور اس کے ساتھ کھانا، پینا اور شادی کی رسم جاری رکھنا درست ہے یا نہیں۔ بیٹو تو جروا

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ماہران شریعت غرا پر مخفی نہیں کہ جو شخص مومن باللہ والیوم الآخر اور تصدیق ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ضروریات الدین وغیرہا من الفروع الشریعیۃ خالصا (نبی ﷺ نے جو ضروریات دین بتلائی ہیں اور شریعت کے فروع بتلائے ہیں ان کی تصدیق کرتا ہوں) رکھتا ہو، اور ہر صورت سے پابند شرع ہو یعنی حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتا ہو، پس بے شک وہ شخص مسلمان متقی اور اس آیت کریمہ کا مصداق ہے، لیس [1] البران تو لو او جو حکم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن باللہ والیوم الآخر والملائکۃ والکتاب والنبیین (الی آخر) اولئک الذین صدقوا واولئک ہم المستقون الآیۃ اولئک علی ہدی من ربهم واولئک ہم المفلحون وغیرہا من الآیات القرانیۃ۔ وعن ابن عباس بن عبدالمطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد رسلاً رواہ مسلم۔ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی صلواتنا واستقبل قبلتنا واکل ذیقیننا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسوله فلا تتخرفوا واللہ فی ذمۃ رواہ البخاری کذا فی مشکوٰۃ۔

فی الجملہ جو شخص موصوف بصفات دین اسلام اور احکام شرع پر بطریق اہل سنت کا رہند ہو، وہ اگرچہ ایک مذہب معین کا مقلد نہ ہو، خواہ عامی ہو یا غیر عامی کہ درجہ اجتناد کو نہ پہنچا ہو، سو وہ شخص مذکور خاصہ مسلمان اور شریعت محمدیہ کا تبع ہے از روئے شرع شریف اس کی مسلمان میں کسی طرح کا عیب و نقصان متصور نہیں ہو سکتا، بہر حال وہ شخص بمقتضائے اس آیت کریمہ فان [2] تا بلوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فانما انعم فی الدین کے برابر دینی ہے، گو مذہب معین کا التزام نہ رکھتا ہو، پھر جو کوئی اس کو بڑلکے اور شادی غمی میں اس سے نفرت و عداوت کرے اور نہ لے، وہ فاسق و مخالف کتاب و سنت اور بتدرع متعصب اغلظ ہے، ایسے متعصب بدعتی اغلظ سے ملنا ترک کرے کیونکہ برضا و رغبت بتدرع سے ملنا ہدم اسلام کا موجب ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث مشکوٰۃ وغیرہ میں وارد ہے کیونکہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر شارع کا حکم اور خطاب صادر نہیں ہوا پس جس عقیدہ پر خدا اور رسول کا حکم مطلق نہ ہو، وہ عقیدہ اور عمل مردود اور قبیح ہوتا ہے۔ ق ال [3] اللہ تعالیٰ ومن یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه وقال [4] اللہ تعالیٰ ما نزل اللہ بھامن سلطان ان الحکم



اللہ الایہ ویس [5] لغیر اللہ حکم واجب القبول والامر واجب الالتزام بل الحکم والامر والتکلیف لیس الا لا انتہی ما فی التفسیر الکبیر والنیثا پوری۔

اور سارے اہل اصول حکم کے معنی شرعاً اس طرح پر لکھتے ہیں: الحکم [6] خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بفعل الملکف اقتضاء ای طلباً وصوماً لطلب الفعل حتی او غیرہ او طلب الترك کذاک او تہمیر ای اباحہ کذا فی مسلم الثبوت فی علم الاصول قالوا اثبت الطلب الجازم القطعی لفعل غیر کفٹ فالفرض او الفعل کفٹ فالحرام وان ثبت الطلب لفعل غیر کفٹ بدلیل ظنی فیہ شبہہ فالواجب او کفٹ فخرائہ التحريم وان لم یکن الطلب جازماً بل راجحاً فاما ان یکن لفعل غیر کفٹ کاندب او کفٹ فخرائہ التزنیہ وان لم یکن الطلب اصلاً بل یکن تہمیر ای بین الفعل وعدمہ فاباحہ کذا فی شرح المسلم وغیرہا من کتب الاصول۔

پس تقلید شخصی نہ اقتضا میں داخل ہے، نہ تہمیر یعنی اباحت میں لان [7] اباحہ ای ما یکن فعلہ ترکہ تساویین حکم شرعی لان اباحہ من الاحکام ولا حکم الا بالشرع فثبت کون اباحہ حکماً شرعیاً لانہ ای اباحہ بخطاب الشرع والخطاب حکم شرعی تہمیر ای من الخطاب التہمیر یکذا فی مسلم الثبوت وشروح۔

اور جب تقلید شخصی خطاب شرع اور تکلیفات شرعیہ میں داخل نہ ہوئی تو اقتضائے تہمیر اپس بدعت مذمومہ ہے۔ کما [8] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فصور۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فصور کما رواہما البخاری فی صحیحہ۔ اسی نظر سے فاضل جلیل علامہ نبیل محمد اسماعیل نے تقلید شخصی والتمزام مذہب معین کو بدعات حقیقیہ میں شمار کیا ہے، ملا علی قاری سم القوارض وشرح عین العلم میں اور عبد العظیم ملا ابن فروخ کی قول سدید میں لکھتے ہیں۔ اعلم [9] ان اللہ لم یكلف احداً من عباده ان یكون حنفياً او مالکياً او شافعیاً او حنبلیاً بل اوجب علیہم الایمان بما بعث بہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والعمل بشریعۃ انتہی ما فی القول السدید مختصراً۔

ف: اور اس عاجز نے اگرچہ ایک صورت تقلید شخصی کی معیار راحت میں یہ سبیل تنزل مباح میں درج کی تھی لیکن عند تحقیق تحقیق مباح میں بھی داخل نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ مباح خطاب شارع میں داخل ہے اور تقلید شخصی خطاب شارع سے خارج ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اہل کتاب کے لپنے مولویوں اور بیروں کو رب بنانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ان کو عقیدہ خدا سمجھتے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ اوامر و نواہی میں ان کی اطاعت کرتے تھے عدی بن حاتم سے روایت ہے (یہ پہلے عیسائی تھے، وہ آنحضرت ﷺ کے پاس جب پہنچے تو آپ اس وقت سورہ برأت کی یہ آیت پڑھ رہے تھے) میں نے عرض کیا کہ ہم تو ان کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا، کیا جب وہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیتے تھے تو تم اس کو حلال یا حرام نہیں سمجھتے تھے۔ میں نے عرض کیا ہاں، تو فرمایا، یہی ان کی عبادت تھی، ریح کہتے ہیں، میں نے ابو العالیہ سے سوال کیا کہ بنی اسرائیل ان کو خدا کس طرح بناتے تھے، تو آپ نے کہا وہ کتاب اللہ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور ان کے اقوال قبول کر لیا کرتے تھے، شاہ ولی اللہ صاحب خاتم المقتدین والجتہدین فرماتے ہیں ”میں نے فقہائے مقلدین کی ایک جماعت اس طرح کی دیکھی ہے کہ میں نے بعض مسائل میں ان کو قرآن پاک کی آیات پڑھ کر سنائیں جو ان کے مذہب کے خلاف تھیں، تو انہوں نے ان آیات کو نہ تو قبول کیا اور نہ ان کی طرف توجہ ہی کی اور حیران و پریشان دیکھتے رہے مطلب یہ ہے کہ ہمارے مجتہدین کے اقوال اگر ان کے برخلاف ہو تو ان ظاہر آیات پر عمل کیسے کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ہتھی طرح غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ہماری اکثر اہل دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اگر یہ سوال کیا جائے کہ شیطان کی پیروی کرنے والے کو تو صرف فاسق کہا جاتا ہے اور مولویوں اور پیروں کی اطاعت کرنے والوں پر خدا تعالیٰ نے کفر کا فتویٰ کیوں لگا دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فاسق اگرچہ شیطان کی اطاعت کرتا ہے لیکن اس کو دل سے بُرا جانتا ہے اس پر لعنت کرتا ہے اور اس کو ذلیل سمجھتا ہے اور یہ لوگ مولویوں اور پیروں کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ ان کی تعظیم کرتے ہیں، ان کو حق پر سمجھتے ہیں، سوان دونوں میں یہ فرق ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی میں آیت ”واذا قیل لهم اتبعوا ما نزل اللہ“ کے تحت لکھتے ہیں کہ ”جب ان کو کہا جاتا ہے کہ حکم الہی کی پیروی کرو اور آباء و اجداد اور شیطان کی پیروی چھوڑ دو، تو کہتے ہیں کہ ہم خدا کے حکم کی اطاعت نہیں کر سکتے کیونکہ ہم میں اتنی قابلیت ہی نہیں کہ ہم خدا کے حکم کو سمجھ سکیں اور پھر ہمیں یہ یقین بھی کیونکر آ سکتا ہے کہ جو کچھ تم کہہ کر رہے ہو، یہ خداوندی حکم ہے ہم تو اسی رسم و رواج کی پیروی کریں گے، جس پر ہم نے اپنے باب دادا کو پایا ہے، جو وہ کھاتے تھے ہم کھائیں گے جو حرام جانتے تھے ہم اس کو حرام جانیں گے کیونکہ ہمارے باپ دادا ہم سے زیادہ عقل مند تھے، اگر اس میں وہ کوئی خرابی دیکھتے تو ضرور اس کو چھوڑ دیتے اور اب اگر ہم ان کے رسم و رواج کی خلاف ورزی کر کے کھائیں پسینے گے، تو تمام آدمی ہم کو طعنہ دیں گے اور خصوصاً برادری ناراض ہو کر ہم کو برادری سے خارج کر دے گی، ہم سے تعلقات منقطع کر لیں گے، بالکل اسی طرح ہندو بھی اپنے رسم و رواج کو نہیں چھوڑتے اور بعض جاہل مسلمان رسوم باطلہ کے ترک کرنے میں یا بیوہ کا دوسرا نکاح کرنے میں بالکل یہی عذر پیش کرتے ہیں ابن ابی اسحاق اور ابن



ابن حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے یہودیوں سے کلام شروع کیا، ان کو اسلام کی خوبیاں اس طرح سمجھائیں اور اسلام قبول نہ کرنے کے بارے میں ان کو ایسا لاجواب کیا کہ کوئی عذرباقی نہ رہ گیا۔ بالآخر رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ آپ کے دین کی حقانیت تو مسلم ہے لیکن ہم اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے کیونکہ وہ ہم سے بہتر بھی تھے اور عالم بھی زیادہ تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اس آیت میں تقلید کے ابطال کی طرف اشارہ ہے دو طریق سے، پہلی وجہ یہ ہے کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے کہ جس کی تقلید کرتا ہے، وہ تیرے نزدیک حق پر ہے یا نہیں؟ اگر تو اس کے حق پر ہونے کو نہیں جانتا اور اس کے غلطی پر ہونے کے احتمال کو بھی سمجھتا ہے تو اس کی تقلید کیوں کرتا ہے اور اگر اس کا حق پر ہونا جانتا ہے تو کیوں نہ جانتا ہے، اگر کسی اور کے کہنے پر تجھے اعتبار آگیا ہے تو پھر اس کا حق پر ہونا جانتا ہے یا نہیں۔ اس طرح تسلسل اور دو در لازم آنے کا اور اگر عقل سے اس کا حق پر ہونا سمجھتا ہے تو اس عقل کو حق کی معرفت میں کیوں استعمال نہیں کرتا؟ کیوں اپنے لیے تقلید کی ذلت گوارا کرتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس کی تقلید کرتا ہے اس نے بھی اس مسئلہ کو تقلید سے معلوم کیا ہے یا دلیل سے؟ اگر اس نے بھی اسے تقلید ہی سے معلوم کیا ہے تو پھر تو اور وہ برابر ہو گئے وہ تجھ سے بہتر کیونکر ہوا اور اسے دلیل سے معلوم کیا ہے تو اس کی صحیح تقلید تو یہ ہے کہ تو بھی اسے دلیل سے معلوم کر، ورنہ اس کا مخالف ہوگا نہ مقلد اور جب تو نے اس کو دلیل سے معلوم کر لیا تو تقلید ختم ہو گئی۔

تفسیر کبیر میں کہا ہے ”دوسرا مسئلہ آیت کا معنی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ خداوند تعالیٰ کی واضح دلیلوں کی پیروی کرو تو انہوں نے جواباً کہا کہ ہم اس کی پیروی نہیں کریں گے ہم تو اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے گویا انہوں نے دلیل کا مقابلہ تقلید سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیا کہ اگرچہ ان کے باپ بے سمجھ اور گمراہ ہی ہوں، تب بھی انہی کی پیروی کریں گے اور اس میں مسائل ہیں۔ دوسرا مسئلہ اس جواب کی کئی طریق سے تقرر کا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے کیا تو یہ اقرار کرتا ہے کہ کسی انسان کی تقلید کرنے کے لیے اس کے حق پر ہونے کا علم بھی ضروری ہے یا نہیں؟ اگر وہ اقرار کرے کہ ہاں اس کے حق پر ہونے کا علم ضروری ہے تو اس سے پوچھا جائے کہ تم کو اس کا حق پر ہونا کیسے معلوم ہوا؟ اگر کسی دوسرے کی تقلید سے ہوا ہے تو تسلسل اور دو در لازم آنے کا اور اگر تو نے عقل سے معلوم کر لیا ہے تو یہ عقل دلیل تلاش کرنے کے لیے کافی ہے، تقلید کی ضرورت نہیں ہے اور اگر مقلد کے حق پر ہونے کا علم ضروری نہیں سمجھتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اس کے باطل پر ہونے کے جواز کے باوجود اس کی تقلید کر لی اس وقت تم کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ تم حق پر ہو یا باطل پر، دوسری وجہ یہ ہے کہ فرض کرو جس کی تم تقلید کرتے ہو اگر اس کو اس مسئلہ کا علم نہ ہوتا یا وہ خود ہی دنیا میں پیدا نہ ہوتا، تو تم کیا کرتے، یقیناً تم کو کسی اور کی طرف نگاہ اٹھانا پڑتی سواب بھی ایسا ہی کیوں نہیں کر لیتے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جس پہلے آدمی کی تم تقلید کر رہے ہو، اس نے اس مسئلہ کو کیسے معلوم کیا اگر کسی اور کی تقلید سے معلوم کیا ہے تو دو در لازم آنے کا اور اگر اس نے دلیل سے معلوم کیا ہے تو اس کی تقلید تو یہ ہے کہ تم بھی دلیل سے اس کو معلوم کرو، ورنہ مخالفت لازم آئے گی، تو معلوم ہو گیا کہ تقلید سے کوئی بات کہنا تقلید کی نفی کی طرف لے جاتا ہے پس تقلید باطل ٹھہری، تفسیر کبیر کا مضمون ختم ہوا، یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی کہ جب ان کو دلائل کے اتباع کی دعوت دی گئی تو وہ تقلید آباء کی طرف جھک گئے، بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت یہودی کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی ان کو حضور نے اسلام کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے، ہمارے باپ دادا ہم سے بہتر تھے زیادہ عالم تھے۔ ہم ان کی پیروی کریں گے (الواسعود)

پس آیات کریمہ مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مقلدان زمانہ باوصف درس و تدریس صحاح ستہ و قرآن مجید کے بنا پر اعتماد قواعد مخترعہ متاخرین اور روشن و عادت اہل کتاب و نصوص صحیحہ قرآن و حدیث سے بطائف اکتیل و تاویلات رکیکہ مقابلہ و معارضہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو اس قدر فہم و فراست کہاں کہ مقاصد قرآن و حدیث پر عبور کریں جو کچھ اسلاف کرام نے قواعد و اصول مقرر کیے ہیں ان پر عمل کرتے ہیں، پس ان پر فرمودہ رسول مقبول ﷺ راست آیا۔ لنتبعن [10] سنن من کان نقبلکم شبرا بشیر ذراع ابواب ذراع حتی لود خلوا حرج ضب بتمتوہم قلنا یا رسول اللہ ایہود والنصارى قال فمن۔ انتہی مانی صحیح البخاری وغیرہ من کتب الحدیث۔

ان نافع مقلدوں کے ہچمنیں طریقہ و شعار پر صد ہزار افسوس ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال پر بھی کار بند نہیں ہوتے، بلکہ بمقتضائے مضمون آیت کریمہ فی کل وادی یعیون یعنی وادی جہالت میں سرگردان رہتے ہیں اور تابعداران و تبعان خدا و رسول کو بزعم فاسد خود سب و شتم و زد و کوب کرتے ہیں اور لامذہب و بددین کہتے ہیں۔ پس ان کے یہ تمام آثار و شعار بہ سبب ہوائے نفسانی و موجب عدم تہدیر قرآن و حدیث و اقوال سلف صالحین و متاخرین محققین کے خلاف ہیں اور اقوال بلادلیل پر نازاں و فرحان ہیں، مسلم الثبوت میں مذکور ہے، عن

[11] ائمنا لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا لم یعلم من امن قلنا انتہی وکذا ہیثم القوارض للمللا علی قاری الحروی۔

واسامی کتب اہل اصول مذہب حنفی وغیرہ کے عدم وجوب تقلید شخصی میں یہ ہیں، باب ثامن عشر قضا و سے عالمگیری، فتح القدر، و تحریر الاصول لابن المہام، و تقریر شرح تحریر صاحب عنایہ و تجریر شرح تحریر امیر الحاج و شرح تحریر سید بادشاہ، شرح منہاج علامہ قاسم، و مسلم الثبوت محب اللہ البہاری، و مختصر الاصول ابن حاجب، و عضدی شرح مختصر الاصول و شرح تحریر و مسلم مولانا نظام الدین و بحر العلوم مولوی عبدالعلی، و عقد الفرید شرنبلالی، و طحاوی و رد المحتار، و طولح الاوار حواشی در مختار و معتمد الحصول علامہ حبیب اللہ قندھاری و قول سدید شیخ الشیوخ سید احمد طحاوی، تحصیل التعرف فی معرفت الفقہ و التصوف شیخ عبدالحق محدث دہلوی و کتاب الرد علی من اخلد الی الارض للشیخ جلال الدین السیوطی و علامہ عبدالبر و قرانی در شرح اصول، و عبدالوہاب در میزان دیواقیت و عقد الجید و حجج اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و سوالات عشرہ شاہ عبدالعزیز و قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا رسالہ عمل بالحدیث و کتاب فارسی جو گویا ترجمہ مسلم الثبوت ہے، تنویر الظنین و ایضاح الحق مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی جیسا کہ واقفان و مزادلان کتب مذکورہ پر مخفی نہیں ہے اس صورت میں مقلدین ہوا پرستان پر واجب ہے کہ بنظر انصاف و تدبر تمام کتب مذکورہ کو ملاحظہ فرما کر افراط و تفریط سے باز آویں۔ ہمارے مولانا پادین۔

اندکے باتو بگنتم و بدل ترسیدم

کہ دل آرزو شومی ورنہ سخن بسیار راست

واضح ہو کہ جاہل ناواقف پر بمقتضائے ل[12] و کنا نسمع او نعقل ما کننا فی اصحاب السعیر الایہ حل[13] یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون الایہ فاستلوا[14] اهل الذکر ان کتموا لا تعلمون۔ وغیرہا من الایات، مسائل کا پھینکنا اور سیکھنا شرعاً فرض و واجب ہے یعنی ہر جاہل لاعلمی کے وقت کسی عالم اہل الذکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو، خواہ وہ فاضل خواہ مفضول ہو، کیونکہ اہل الذکر عند التحقیق عام ہے، مسئلہ دریافت کر لیا کرے۔ خواہ ایک عالم اہل ذکر سے پوچھ لے یا دو سے، فی الجملہ جس سے تسلی اور دل جمعی ہو، پھر جب ایک سے یا دو سے مثلاً دریافت کر لیا، عہدہ تکلیف سے باہر ہو گیا، اس پر شرعاً مواخذہ نہ رہا اور اس پر قطعاً اجتماع ہو چکا۔

اعلم[15] ان کلام من المجتہدین والعماء الکاملین من اهل الذکر الذین وجب سواہم واتباعہم لمن لم یصل الی درجہ النظر والاستدلال فاذا عمل احد من المقلدین بقول احد منہم فقہادی ما علیہ هذا خلاصہ ما یستفاد من القول السدید وغیرہ۔ مسئلہ میجو تقلید المفضول مع وجود الافضل فی العلم عند اکثر و عن احمد و کثیر المنع بل یجب النظر فی الارح ثم اتباع لنا ولاکما اقول عموم فاستلوا اهل الذکر و ثانیاً القطع فی عصر الصحابہ باستفتاء کل صحابی مفضول فکان لجماعاً و من ثم قال الامام لولاء لجماع الصحابہ لکان مذہب النسخم اولی انتہی ما فی مسلم الثبوت فمن انکر عموم اهل الذکر فاو لی له ثم اولی له اللصم انما الحق و الباطل باطلا۔ واللہ اعلم بالصواب فاعتبر وایا اولی الالباب۔ الرقم عاجز سید محمد نذیر حسین۔

1281 سید محمد نذیر حسین

[1] نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو، بلکہ نیک وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان رکھتا ہو (آخر آیت تک) یہ لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔ الایہ یہ لوگ اپنے رب سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں وغیرہ قرآنی آیات اور حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہو اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا اور حضرت انس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”جو ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہ وہ مسلمان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کا عہد ہے، سو اللہ کے عہد میں خیانت نہ کرو۔“



[2] اگر وہ توبہ کریں، اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

[3] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا تو اس سے قطعاً قبول نہ کیا جائے گا۔“

[4] اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نہیں ہماری، حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

[5] اللہ کے سوا کسی کا حکم واجب القبول اور کسی کا امر واجب الالتزام نہیں ہے بلکہ حکم اور امر اور کسی کو مکلف بنانے کا حق صرف اللہ کا ہے۔ تفسیر کبیر اور نیشاپوری کا اقتباس ختم ہوا۔

[6] حکم کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا خطاب جو کسی مکلف کے متعلق ہو اگر قطعی دلیل ہے حتیٰ طور پر کرنے کا حکم ہو تو وہ واجب ہے اور اگر ظنی دلیل سے حتیٰ طور پر روکا جائے تو وہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر کسی کام کا کرنا ضروری قرار نہ دیا جائے بلکہ بہتر سمجھا جائے تو وہ مندوب ہے اگر روکا جائے تو وہ کراہت تنزیہی ہے اور اگر کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا جائے تو اس کا نام اباحت ہے، شرح مسلم وغیرہ کتب اصول میں ایسا ہی لکھا ہے۔

[7] اس لیے کہ اباحت یعنی جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہو، ایک شرعی حکم ہے کیونکہ احکام سے ہے اور حکم شریعت ہی کی ایک شاخ ہے تو معلوم ہوا کہ اباحت حکم شرعی ہے اس لیے کہ اباحت شرع کا خطاب ہے اور خطاب حکم شرعی ہے یعنی اباحت شریعت کا تخییری حکم ہے، مسلم اثبوت میں ایسا ہی ہے۔

[8] آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جو آدمی ہمارے دین میں نیا کام جاری کرے جو اس کا جزو نہ ہو تو وہ کام مردود ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

[9] جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو بھی یہ حکم نہیں دیا کہ وہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی بنے کیونکہ ان کے لیے آنحضرت ﷺ کے احکام پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض قرار دیا ہے۔

[10] تم اپنے سے پہلے لوگوں کی پوری پوری پیروی کرو گے بالشت بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ، اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں گھسا ہوگا تو تم بھی گھسو گے، ہم نے پیچھا اے اللہ کے رسولؐ یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں گے آپ نے فرمایا اور کس کی؟

[11] ہمارے اماموں کا قول ہے کہ کسی آدمی کو اس وقت تک ہمارے قول پر فتویٰ دینا جائز نہیں ہے جب تک کہ اس کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ہم نے وہ قول کیوں کہا، ملا علی قاری کی سم القوارض میں بھی اسی طرح ہے۔

[12] اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے، تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔

[13] کیا جاہل اور عالم کبھی برابر ہو سکتے ہیں۔

[14] اگر تم کو معلوم نہیں تو اہل ذکر (علم والوں) سے پوچھ لو۔

[15] جان لینا چاہیے کہ ہر اس آدمی کے لیے جو درجہ نظر و استدلال تک نہیں پہنچا ہے، سارے مجتہد اور علمائے کالمین اہل ذکر ہیں، جن سے مسئلہ پوچھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، جب کوئی مقلد کسی عالم کے قول پر عمل کرے گا تو اس نے اپنی تحقیق کر لی ”القول السدید“ وغیرہ سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔

مسئلہ: افضل اور علم کے ہوتے ہوئے بھی مفضول کی تقلید اکثر اہل علم کے نزدیک جائز ہے ہاں امام احمد اور کچھ دوسرے علماء اس کے قائل نہیں ہیں، ان کے نزدیک ”زیادہ



صحیح کی تلاش ضروری ہے، ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اولاً اللہ تعالیٰ ان سے اہل الذکر میں عموم رکھا ہے اور ثانیاً صحابہ کے زمانہ میں یہ فیصلہ ہو گیا کہ افضل کے ہوتے مفضول صحابہ بھی فتویٰ دیا کرتے تھے تو گویا اس طرح پر اجماع ہو گیا، یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا، اگر صحابہ کا اجماع نہ ہوگا تو ہمارے مخالفین کی بات راجح ہوتی، مسلم الثبوت کا مضمون ختم ہوا۔ سو جو عموم اہل ذکر کا انکار کرے، اس پر نہایت ہی افسوس ہے۔ خداوند! ہمیں حق حق دکھا اور باطل باطل۔

فتاویٰ نذیریہ

جلد 01